

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا بَنِي بَعْدِي

# خاتم نبوت و برکتی مرتبہ



— مصنف —

سرکار حجۃ اسلام صدر المتحققین علامہ محمد حسین صاحب قبلہ محبوب العصر  
شعبۂ اشاعت

ناشر انجمن حیدری، بھون روڈ چسکوال

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا بَنِي بَعْدِي

# خاتم نبوت برہمائی مرتبہ



— مصنف —

سرکارِ حجۃ اسلام صدِّ المحققین علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر  
شعبہ اشاعت

ناشر انجمن حیدری، بھون روڈ چسکوال

# عرض ناشر

انجمن حیدری چکوال کے سلسلہ اشاعت کا ایک گر اندر تحقیقی شاہکار "ختم نبوت برہنی مرتبہ" آپ کے زیر مطالعہ ہے جسے ہم اپنے سلسلہ اشاعت کے نمبر کے تحت شائع کر رہے ہیں۔ قوم کے سنجیدہ حلقوں کی طرف سے بار بار کارکنان انجمن کی توجہ اس طرف مبذول کرانی گئی کہ ختم نبوت برہنی مرتبہ کے متعلق بھی انجمن کو ایک رسالہ شائع کرنا چاہیے۔ پنا نچہ ہم نے سرکارِ حجۃ الاسلام صدر المحققین علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مہمند العصر سے درخواست کی، خدا کا شکر ہے کہ فرم فرمایا ہے ہاں درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور ہم کو ازراہ کرم ما از الجنت پنا و فرمودی ۹۸ کے شمارہ میں شائع شدہ اپنے مضمون کو کتابچہ کی شکل میں شائع کرنے کی اجازت حیدری ہم جناب کی اس بے لوث خدمت بخیلے ہم تمہیں مستعد و ممنون ہیں! اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس شیکش کو قبول فرمائے (آمین) اور امت کی خدمت میں اسد علاج ہے کہ اس کتابچہ کو زیادہ سے زیادہ خرید کر مصلحتاً و عند الرسول ماحور پورہ زیر ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ ڈاکٹرز و الفقار حسین صاحب جعفری اور سید خلیفہ حسین صاحب کی دمازی عمر کی دعا کریں۔ جنہوں نے اس کتابچہ کی اشاعت کے سلسلے میں تعاون کیا۔ پروردگار عالم انکی

قوتیات نیکاسی اضافہ فرمائے آمین

sibtain.com

## قدس مآب مولانا سید کاظم رضا صاحب جعفری سرپرست اعلیٰ انجمن حیدری چکوال

بمجد اللہ حضرات میں اس وقت یہ چند سطور سپرد قلم کرتے ہوئے انتہائی مسرت محسوس کر رہا ہوں کہ حجۃ عامی کی دیرینہ خواہشیں بار آور چوری ہے۔ میں جس پورے کی آبیاری کرتا رہا۔ وہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل کرم اور جناب جہاں وہ معصومین علیہم السلام کی برکت سے گہائے رنگا رنگ پیش کر رہا ہے۔ یعنی نوجوانان انجمن حیدری علی طور پر میدان عمل میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور سرور ان جہانان بہت کے درجہ خلقت عالم مسکان، حضور سرور کائنات، فخر موجودات سرکار رسالت، مآب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں عقیدت کے پھول بچاؤ کر رہے ہیں۔ پروردگار عالم ان کے عمل کو قبول فرمائے۔ اور ان کو اتحاد و اتفاق کے زریں لباس سے آراستہ فرمائے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو سرور از فرمائے تو اس کے نو جوانوں کو باعمل بنا دیتا ہے۔ ختم ہے اس الرحمہ الزا ہمیں کا۔ اللہ کرے ذاتی عمل اور زیادہ ہو۔ زیر قلم کتابچہ "ختم نبوت برہنی مرتبہ" ہے۔ وریا کو نہ میں بند کیا ہے۔ سرکار علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مہمند العصر مہر صفت موصوف ہیں یہ تحریر اور تقریر لکھی ہر دو میدانوں کے شہسوار ہیں۔ ان کی تحریر و تقریر کا طرہ امتیاز ہمیشہ تحقیق ہونا چاہیے اور تحقیق ایک جڑی نکلن منزل ہے۔ سرکار علامہ موصوف تحقیق ہونے کے ساتھ ساتھ پاکیزہ کردار کے بھی مالک ہیں۔ ہمارا سرفر سے اونچا ہو جانا ہے جب ہم ان کو دیکھتے ہیں۔ اللہ کہے ان کا نور علم اور زیادہ ہو۔ پروردگار عالم سرکار موصوف کو عمر و لوح عطا فرمائے اور دنیا اس دریاے علم سے سیراب ہوتی رہے۔ (آمین)

داتھر المحقق



# تمہید

ختم نبوت کا عقیدہ ان مستکم الثبوت اسلامی ستفائد میں سے ہے جن پر مختلف مکاتیب فکر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام مسلمانوں کا باوجود اپنے کئی اختلافات کے ابتدائے اسلام سے آج تک اتفاق رہا اور ہے۔ اسی بنا پر قرون اولے میں یہ مسئلہ کبھی مخور بحث، مرکز توجہ، اور مطمح نظر نہیں بنا، بیدرت ہے کہ شیطان کے نمائندوں سے کوئی دور زحالی نہیں رہا، مگر مسلمانوں کے اسی اتحاد و اتفاق رائے کا نتیجہ تھا کہ جب بھی کسی شقی ازلی نے ادعائے نبوت کی ناپاک جسارت کی، تو اسلامی علماء نے اس پر بالاتفاق کفر کا فتویٰ عائد کر کے ہمیشہ کے لئے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور اس کے عزائم مشکوکہ کو خاک میں ملادیا۔ جیسا کہ کتب سیر و توارخ میں اس قسم کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کے درمیان بالعموم اور مسلمانان ہندو پاک کے درمیان بالخصوص گہرا توجہ اور محنت کا دار اس وقت سے بنا جب سے متبنی پنجاب نے انجی صعلی نبوت کا ہال بچھایا۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے اس دام تزدیر میں مچھاننا شروع کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک اس موضوع پر علماء اسلام نے اپنے قلم کے خوب سحر و دیکھائے۔ تمام مکتبہ ہائے فکر کی طرف سے سیکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں منصفہ شہود پر آجلی ہیں۔ جن میں اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر اس قدر سیر حاصل بحث اور مکمل نقد و تبصرہ کیا جا چکا ہے کہ اب مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں ہے۔

بشک اللہ رب العالی

اس لئے میں اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا تھا، مگر ادارہ عالیہ "الحجت" پشاور کی طرف سے موصول شدہ حکم نامہ سے معلوم ہوا کہ اس مجلہ کے ارباب لب و لسان "رسالت نمبر" نکال رہے ہیں۔ اور ان کے مخلصانہ اصرار نے مجبور کر دیا کہ میں "ختم نبوت" کے موضوع پر ایک مقالہ سیر و قلم کروں۔ اگرچہ گونا گوں مصروفیات اور مواقع و عوائق کی کثرت نے اس امر کی

اجازت تو نہیں دی کہ حسب عادت اس موضوع پر مباحثہ، جامعہ مآلفہ تبصرہ کر سکوں، بل نہایت عجلت کے عالم میں جو کچھ ہو سکا ہے، تعمیل ارشاد کر دی ہے۔ **وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ ط**  
**ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں (۲)**

ارشاد رب العباد ہے۔ **فَلَا تَتْلُوْهُ مِنْۢ بَیْنِ يَدَیْهِ اِلَّا اَنْتَ وَالرَّسُوْلُ**۔ (پارہ ۲، ص ۹۷)

آیت نبویہ (۹۳) "اے مسلمانو! جب تم کسی بات میں باہم اختلاف کرو، تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔ (اس کا فیصلہ خدا اور رسول سے لو) حضرت امیر المومنینؓ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ **اَللّٰهُ اِلٰی اللّٰهِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ صَحَّحْہُ کِتَابُہُ وَالدُّعَا اِلٰی الرَّسُوْلِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ** اللہ کی طرف سے لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب (قرآن) کی آیات حکمت پر عمل کیا جائے۔ اور رسولؐ کی طرف لوٹانے کا مقصد یہ ہے کہ ان کی سنت جامع پر عمل کیا جائے بنا بریں لازم ہے کہ اس مسئلہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ تاکہ معلوم ہو کہ وہ اس مسئلہ میں کیا فیصلہ صادر کرتی ہے، چنانچہ کتاب اللہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مستند ایسی آیات مبارکہ موجود ہیں جو ختم نبوت پر بجا رہا النص دلالت کرتی ہیں۔ ان سب آیات کا یہاں عدد و احصاء تو نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ دو چار آیات پیش کی جاتی ہیں۔

### ختم نبوت پر پہلی آیت (۳)

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ **مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ الرِّجَالِ کَہُ وَّلٰکِن**

**الرَّسُوْلُ اللّٰهُ وَخَاتَمُ النَّبِیّیْنَ** (پارہ ۲، ص ۱۲۰) حضرت محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے (جہانی) باپ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اللہ پاک کے رسول اور تمام نبیوں کے آخر میں آنے والے ہیں۔ اگر بے جا تعصب و عناد نے کسی انسان کی چشم بصیرت کو بالکل اندھانہ نہ کر دیا ہو

تو وہ اس آیت مبارکہ کو ایک طائرانہ نگاہ ہی سے دیکھ کر باسانی یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ آیت مبارکہ جناب سید الانبیاء علیہ وعلیٰ آلہ افضل التحیۃ والثناء کی ختم نبوت



پرفص صریح ہے۔ جس میں نہ کوئی اشکال ہے۔ نہ اجمال اور نہ اپنے ادا کے مطلب میں  
 اجماع بیان و استدلال۔ لیکن انوس کہ اہل ضیغ و منکلاں نے ایسی صریح آیت میں بھی غلط  
 موشگافیاں کر کر کے اسے محل نزاع اور قیل و قال کی آماجگاہ بنا دیا۔ کبھی نبی کے معنوں میں  
 لقرن کیا جاتا ہے اور کبھی بموجب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا خاتم (بالفتح) اور خاتم  
 (بالکسر) والے اختلاف قرات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی

وجہ استدلال (م)

ہم ذیل میں ایسے حضرات کی ضیانت طبع کے لئے اس آیت مبارکہ کی وجہ دلالت کا تدریجی  
 وضاحت کئے دیتے ہیں۔

مشہور سات قارئینوں میں سے صرت حسن اور عاصم نے خاتم (زبر کے ساتھ) پڑھا  
 ہے۔ باقی پانچ قارئینوں نے اسے خاتم (دالہ کے ساتھ) پڑھا ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر ج ۲

ص ۲۷ طبع مصر وغیرہ کتب میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس طرح لفظ خاتم ختم یا ختم  
 سے احم فاعل بنتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ختم کرنے والا۔ اس طرح آیت کی دلالت آنحضرت کے

خاتم الانبیاء اور آخری نبی ہونے پر محتاج بیان نہیں ہے۔ اور چونکہ بنا بریں مشہور عام ہے اور  
 رسول خاص۔ اور باب علم جانتے ہیں کہ نفی عام نفی خاص کو مستلزم ہوتی ہے۔ نیز یہ امر

بھی واضح ہے کہ "النبیۃ" کے اوپر جو الف و لام ہے وہ استغراق کا ہے۔ کیونکہ عہد ذہبی  
 یا خارجی کا کوئی قرینہ نہیں ہے، نہ لفظی اور نہ معنوی اور استغراق سے مراد بھی استغراق حقیقی

ہے۔ (لاذرا معناک العقیقی) نہ عرفی، کیونکہ یہ اس کا مجازی معنی ہے۔ جو قرینہ صارفہ  
 سے مراد نہیں لیا جاسکتا۔ کھلا لفظی۔ لہذا آنحضرت کے بعد نہ کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ

کوئی رسول۔ نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی، نہ استقلالی اور نہ غیر استقلالی، نہ ظلی اور نہ برزخی، کیونکہ  
 جب علی الاطلاق آنجناب تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ تو پھر آپ کے بعد کسی بھی نبی کے بحیثیت نبی آنے

کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور اگر لفظ "خاتم" کو موجودہ قرأت کے مطابق زبر کے ساتھ بھی پڑھا جائے تو جب بھی آنحضرتؐ کی ختمِ نبوت پر اس کی دلالت واضح و آشکار ہے۔ کیونکہ لغات عرب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتم اور خاتمہ کے درمیان کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ دونوں کا مادہ و ماخذ ایک ہی ہے۔ قاموس، لسان العرب وغیرہ لغات میں لکھا ہے۔

عتمہ اشئى بلغ آخره۔ کسی شئی کو ختم کرنے کے معنی ہیں اس کے آخر تک پہنچنا، اور ختم العمل کے معنی ہیں۔ فرغ مند، نیز المنجد وغیرہ میں لکھا ہے۔ الخاتمہ والخاتمة ما قبلہ شئى۔ خاتم اور خاتمہ کے معنی ہیں ہر چیز کا آخر اور انجام۔ اقرب الموارد وغیرہ میں لکھا ہے۔

خاتمة القوم آخرهم، قاموس میں لکھا ہے۔ والخاتمة آخر القوم محال الخاتمة منه قوله لقائى وخاتمة النبیین ای آخرهم۔ یعنی خاتم کے معنی ہیں، آخر قوم جس طرح خاتم کے یہی معنی ہیں۔ اور اسی لحاظ سے آنحضرتؐ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ یعنی آخر النبیین۔ لسان العرب میں بحوالہ تہذیب اللعنة ازہری لکھا ہے۔

والخاتمة والخاتمة اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفى التوزیل ما کان محمدؐ اباً احدہ..... ای آخرهم۔ یعنی خاتم اور خاتمہ آنحضرتؐ کے صفاتی اسماء مبارکہ میں سے ہے جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے۔ خاتمة النبیین۔ یعنی سب کے آخر میں آنے والا۔ تاج العروس میں لکھا ہے۔ ومن اسماءہ علیہ السلام الخاتمة والخاتمة وهو الذى نعتہ النبوة بمعینہ۔ یعنی خاتم اور خاتمہ آنحضرتؐ کے اسماء مبارکہ میں سے ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے تشریف لاکر نبوت کو ختم کر دیا ہے۔

مجمع بحار الانوار میں مرقوم ہے۔ الخاتمة والخاتمة من اسماءہ صلی اللہ علیہ وسلم ای آخرهم و بالکسر اسید فاعل۔

ان حقائق کی روشنی میں ناظرین کرام پر واضح دلالت ہو گیا ہوگا کہ لفظ "خاتمة کو خواہ



”تا“ مکی زبر کے ساتھ چڑھا جائے اور خواہ اس کی زیر کے ساتھ دونوں کا مفہوم و مقصود ایک ہی ہے۔ اور ہر دو (۲) قرائتوں سے کما شمس فی رابعہ النہار۔ آنحضرتؐ کی ختم نبوت ثابت ہوتی ہے۔ اسی بنا پر مفسر اکوکی نے روح المعانی ج ۱، ص ۵۹ پر لکھا ہے۔

والخاتمہ اسم آلہ لہما یختم بہما کا الطایع لہما یطیع بہم مفعلی، خاتمہ النبیین الذی ختم النبیین بہم و ما لہ آخر النبیین یعنی خاتمہ اسم آلہ ہے۔ آلہ نعم کو خاتم کہا جاتا ہے جیسا کہ آلہ مہر کو طالع کہا جاتا ہے۔ بنا بریں ”خاتم النبیین“ کے معنی ہیں۔ وہ شخص جس کے ذریعے انبیاء ختم ہو گئے اور سب معنی کا انجام کا یہی مفہوم ہے۔ کہ آپؐ آخر النبیین ہیں رکذا فی البیضاء والذکر

### اس استدلال پر ایک اشکال اور اس کا جواب! (۵)

قادیانی امت ہمیشہ یہ شبہ پیش کر کے عوام ان کو گمراہ کرتی رہتی ہے کہ خاتم کے معنی ہیں مہر اور پھر اس مہر کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ کی مہر سے نبی نہیں گئے۔ آپؐ کی مہر تصدیق کے بغیر کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ یہ شبہ ہر چند وجہ باطل اور درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اولاً اسلئے کہ یہ درست ہے کہ خاتم کے ایک معنی ”مہر“ بھی ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب بیان کرنا کہ آپؐ کی مہر سے نبی نہیں گئے نہ کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے اور نہ روایت سے اور نہ ہی لغت عرب کے معانی سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ بلکہ تمام امت کے اجماع و اتفاق کے مخالف اور تفسیر بالائے ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہے۔ ثانیاً۔ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہوں کہ جس کی مہر سے نبی نہیں گئے۔ تو پھر خاتم القوم اور خاتم المجاہدین کے معنی یہ ہوں گے کہ جس کی مہر سے قوم بنے گی، اور مجاہد بن جائے گا۔ ولا یخفی دکانہ۔ ثالثاً۔ ادھر آئمہ لغت و تفسیر کے حوالہ جات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں۔ ان حقائق سے قطع نظر کہ اگر چند لمحوں کے لئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہاں ”خاتم“ بمعنی مہر ہے۔ تو ظاہر ہے اس سے ٹوکنا انوں والی مہر مراد نہیں ہو سکتی۔ جیسے لگا کر خطوط ڈاک میں ڈالے جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہوگی جو لغافہ پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر جائے اور نہ کوئی اندر والی چیز باہر نکلے۔



یادہ مہر مراد ہوگی جو کسی مطلب کے خاتمہ پر لگائی جاتی ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کاتب نے جو کچھ لکھا  
منا۔ وہ کچھ چکا ہے۔ لہذا اگر اس کے بعد کوئی شخص کچھ لکھے گا تو وہ جعلی کا ردائی متصور ہوگی۔ بنا میری  
سابقہ انبیاء کی نبوتوں پر مہر ثبت ہو چکی ہے۔ بعد میں غیر مصدقہ نبوت کا خط لے پھر ناکسی کام کا ہے۔  
اور ایسی غیر مصدقہ نبوت کا کیا فائدہ ہے۔

### ایک اور امیراد کا جواب (۶)

امت مرزا یہ بھی کہا کرتی ہے کہ خاتم النبیین کا لفظ خاتم الفقہاء یا خاتم المحدثین کی طرح ہے،  
جس طرح یہاں مجازی معنی مراد ہیں کہ وہ شخص افضل الفقہاء و المحدثین ہے۔ اسی طرح اس آیت میں  
یہی معنی مراد ہوں گے۔

### اس شبہ کا پہلا جواب

یہ ہے کہ یہ قیاس ہے۔ اس میں مفسر فریب کاری ہے۔ اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔ اور یہ قیاس بھی مع  
الغارق ہے۔ انسان چونکہ دماغ اور فہم من اللہ والقلیل کا مصدق ہے اسے علم نہیں ہوگا کہ زندہ زمانہ میں کیا  
ہوگا۔ اور کیسے حالات رونما ہوں گے۔ اسی لئے وہ جب کسی فقہیہ یا مفسر کے علم و فضل سے بے حد متاثر ہوتا ہے  
تو بطور مبالغہ کہہ دیتا ہے۔ (حالانکہ اسے اب کہنے سے امتراز کرنا چاہیے) کہ فلاں شخص اتنا بڑا فقہیہ یا  
مفسر ہے۔ کہ گویا اس کے بعد اب کوئی فقہیہ یا مفسر پیدا ہی نہیں ہوگا۔ لیکن اس کا یہ نظریہ غلط ہو سکتا ہے۔ (اور  
ہوتا رہتا ہے) اس کے مضموم خاتم الفقہاء و المفسرین سے بھی بڑے فقہاء اور مفسرین پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر  
خداوند عالم اس کا علم ماکان و مابکون کے تمام اکملہ و ازمہ کو محیط ہے۔ اور کائنات کا کوئی ذرہ اس  
پر مخفی و مستور نہیں ہے۔ و ما یجزی عن ربک من مثقال ذرۃ فی الادخ و لا فی السما و لا ط  
لہذا اس کے متعلق یہ کہو نکر باور کیا جاسکتا ہے کہ وہ غلط طریقہ پر کسی شخص کو خاتم النبیین کہہ دے دراصل حالانکہ  
اس کے بعد بھی کوئی نبی آنے والا ہو۔

### دوسرا جواب

اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ بطور مبالغہ اس قسم کے القاب دینے درست ہیں۔ تب بھی اس

سے یکب لازم آتا ہے۔ کہ لغوی لحاظ سے "خاتم" کے معنی کامل یا افضل کے ہوں۔ جہنیں اس کا دعویٰ ہے وہ اس کا ثبوت پیش کریں۔ ولایا قوت بہ ولو کان بعضہم بعض ظہیراً۔ اگر کبھی کوئی لفظ (اور وہ بھی مخلوق کے کلام میں بنا بر مزورت) مجازی معنی میں استعمال ہو جائے تو اس سے یکب لازم آتا ہے کہ اس کا لفظ حقیقی معنی میں استعمال متروک ہو جائے، اور ہمیشہ وہ اسی مجازی معنی میں مستعمل ہو، اگرچہ کلام خالق میں واقع ہو، اور بلا ضرورت ہو، ایسا ادعا تو وہی شخص کر سکتا ہے جو زبان عربی کے قواعد و ضوابط اور اس کے محاورات و موارد استعمال سے بالکل ناواقف ہو۔ "جاءنا فتح العوم" سن کہ ایک عرب یہ ہرگز نہیں سمجھے گا۔ کہ افضل العوم آگیا۔ بلکہ وہ اس سے یہی معنی مراد لے گا کہ تمام قوم آگئی ہے۔ سمجھئے کہ اس کا آخری آدمی بھی آگیا ہے۔

### ختم نبوت پر دوسری آیت مبارکہ (۷)

ارشاد قدرت ہے۔ واذا اخذنا من السماء ميثاق النبيين لما اتيكم من كتاب وحكمي ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم فهو مني وبه وتصرفكم قال اقرضوه واخذوا فطغوا فاكفرنا ما شهدنا انما يكذب من الشاھدين طرس الممران پٹٹا (باد کرد اس وقت کہ) جبکہ خداوند عالم نے نبیوں سے اقرار لیا کہ جب تمہیں، میں کتاب و حکمت دوں پھر اس کے بعد تمہارے پاس ایک رسول آئے، جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہو، تو تم ضرور اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی نصرت جم کر کرنا۔ خدا نے فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور ہم نے جو عہد سے لیا ہے، اس کا بوجھ اٹھالیا ہے؟ سب نے کہا، ہاں ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا۔ تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ اس آیت مبارکہ سے چند امور واضح ہو جاتے ہیں۔ اول یہ کہ انبیاء کو کتاب و حکمت عطا ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ وہ اپنی کتاب و حکمت کا مشہوم و مطلب سمجھ بھی سکتے ہیں۔ اپنی وحی و الہام کے معنی دوسروں سے نہیں لپوچتے، سوم یہ کہ انے والا رسول تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد آئے گا۔ جیسا کہ لفظ "ثم" سے مستفاد ہوتا ہے۔ چہارم یہ کہ دیگر انبیاء و مرسلین عام لوگوں کے نبی و رسول تھے۔ مگر یہ آخر میں آنے والا بزرگوار رسول الرسل اور نبی الانبیاء ہو گا۔ اس لئے تمام انبیاء سے اشراف و اکمل بھی ضرور ہو گا۔ پنجم یہ کہ تمام انبیاء سے اس



آخر میں کئے دئے نبی الانبیاء پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد و پیمان لیا گیا ہے۔ اور بالآخر وحید و خدائی کرنے پر وحید و تہدید بھی لگئی ہے۔ گویا یہ آٹھ حضرت کی ختم نبوت کی تمہید و سند ہے۔ ششم یہ کہ تمام مفسرین اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آخر آئے دئے نبی سے مراد حضرت نبی کریم ﷺ ہیں۔ لہذا اس حضرت کے بعد کسی اور نبی کی نبوت کا عقیدہ رکھنا اس آیت مبارکہ کی رو سے بالکل باطل و عاجل ہے۔

### اس سلسلہ کی تیسری آیت مبارکہ (۷)

ارشاد رب العزت ہے۔ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام** دینا (اس ماندہ پتے) آج (ختم غدیر) کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تمہارے اوپر تمام کر دیا ہے۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔

یہ آیت مبارکہ اس امر پر نص کر چکی ہے کہ دین اسلام اصولی و فروعی، اخلاقی و تمدنی، ہجرتی و عمرانی غرضیکہ تمام شعبہ ہائے حیات دنیوی و دینی کے اعتبار سے کامل بلکہ مکمل ہے۔ تو پھر یہ امر سمجھ میں نہیں آتا کہ چہرے نبی کی ضرورت کیا ہے؟ خود مرزا نے قادیان نے اپنی کتاب "تنبیہ کلام" اسلام طبع لاہور ص ۱۲ پر لکھا ہے: "انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خدائے رحمن بفضل قرآن، دین اسلام کو پسند فرما چکا ہے۔ تو پھر کب سے اسے ناپسند فرمایا ہے؟ جب نعمت انبوی تمام ہو چکی ہے تو پھر کب سے اس میں نقص واقع ہوا ہے؟ جب دین کے تمام شعبے مکمل و مستتم ہیں، تو چہرے نبی یا نئے دین کی حاجت کیا ہے؟ صاحب احمدیہ پاگل بک (مرزائی) نے ص ۱۱ پر تسلیم کیا ہے کہ شریعت جو مکمل ہے اس واسطے شریعت نبی کی ضرورت نہیں ہے؟

اس قول سے ان کی خاندان نبوت کی بیخ کنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اگر شریعت مکمل ہے تو مرزا صاحب کلام کس مقصد کے تحت ہے؟ اگر یہ کہا جائے... کہ شریعت اسلامیہ کی نشر و اشاعت کے لئے بھیجے گئے ہیں، تو یہ فرض تو تیرہ سو برس سے ہزاروں علما، اسلام بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔

اور بموجب اعتقاد سید ادران اسلامی، ہر عہد و ہر فرض ادا کر سکتا ہے۔ اس کے لئے نبی ہی کی ایسی کون سی ضرورت ہے کہ السداد باب نبوت کے بعد اسے دوبارہ کھولا جائے، غالباً ان ہی وجوہ کی بنا پر خود مرزا صاحب یہ اعتراض کرنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ "قرآن کی مدد سے کسی نبی کا آنا ممنوع ہے" (ملاحظہ ہو ایام معلیٰ ص ۱۲۷) جب خود ان کے اقرار کے مطابق قرآن کی رو سے کسی نبی کا آنا ممنوع ہے تو اب صرف دیکھنا یہ ہے کہ آیا حدیث کی رو سے اس کا آنا جائز ہے؟

ذیل میں اس امر کا جائزہ لیا جاتا ہے جس کے بعد یہ حقیقت المشرع ہو جائے گی کہ قرآن کی طرح حدیث کی رو سے بھی کسی نبی کا بحیثیت نبی آنا ممنوع ہے۔

#### ختم نبوت احادیث خاتم النبیین کی روشنی میں (۱۴)

اگرچہ قرآنی فیصلہ کے بعد مزید کسی نبوت کی ضرورت تو نہیں رہتی مگر بموجب نزول اللہ والی رسول و مطابق درجہ لاکھ کمزور معنی بیکسوت کلمہ شجر منیعہ ثمرہ لا یجد دانی النسخہ ضا قضایت وسیلہ قلیما مزید اطمینان قلب و توفیق مطلب کے لئے پیغمبر اسلام کی وہ بعض احادیث معتبرہ بھی یہاں پیش کی جاتی ہیں جو اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ علاوہ یہ یہ بھی واضح ہے کہ قرآن کی درحقیقت صحیح تفسیر وہی ہے جو آنحضرتؐ نے اپنے قول و فعل سے کی ہو کیوں کہ ہر خاص و عام قرآن کے حقیقی معنی و مطالب کو نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ نہیں تو تفسیر قرآن پیغمبر اسلام کا وظیفہ و مقام ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے۔ **وَاَنْزَلْنَا الْاِلَیْكَ الْكِتَابَ الَّذِیْ فِیْهِ اٰیٰتٌ لِّمَنْ یَّرْغَبُ ۚ وَ مَا نَزَّلْنَا السِّیْحَةَ اِلَّا عَلٰی رُسُلٍ ۚ وَ یَقْرٰنَ تَمَّ بِاٰیٰتِنَا نَزَّلَ کَیَا ۚ** کہ تم بین کردہ کیا نازل کیا گیا ہے! لوگ کہتے ہیں کہ قرآن بموجب فرمان **رَحْمٰنٌ وَلَقَدْ اٰتٰیْنَا الْقُرْاٰنَ لَکَ فَاخْلُصْ لَهُ مَدْعَا ۚ** کہ یہ معمول بتاتے ہیں کہ قرآن ضرور آسان ہے مگر پیغمبر اسلام کی زبان سے۔ **وَلَقَدْ اٰتٰیْنَا الْقُرْاٰنَ بِلِسٰنٍ ذِیِّ اَلَم**۔ اے رسول ہم نے قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا ہے۔ قرآن کو سبیل و آسان بنانے والے اصحاب کو چاہئے کہ وہ اس آیت مبارکہ کو اپنے لئے کمال البصیرت بنائیں۔ ورنہ ان پر یہ شکل صادق آئے گی کہ

حفظت شیئا وغایت علیٰ شیء۔



درحقیقت آنحضرت کا منصب ہی تذکیہ نفوس کے ساتھ ساتھ تعلیم قرآن و حکمت ہے۔ کمال  
عز من قائل، ویزکیہم وعلیہم السلام کتاب والحکمۃ وان کالذمن قبل لفظی غلاب مینن۔ بات  
ظاہر ہے۔ اگر پڑھا لکھا آدمی قرآن کے مطالبہ یعنی سمجھتا تو قرآن کے ساتھ آنحضرت کے صحیفے  
کی ضرورت ہی نہ تھی؛ مگر حال متعلقہ مسکن میں آپ کے ارشادات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہم صرف  
چند احادیث شریفہ پیش کرتے ہیں۔

### ضمیمہ ثبوت پر پہلی حدیث شریف (۱۰)

بخاری، مسلم اور مسند امام احمد و دیگر کتب فضیلت میں پیغمبر اسلام کا ارشاد باسناد موجود ہے۔  
یا علی انت منی بمنزلت ہارون من موسی الا قد لا نبی بعدی۔ (اے علی! تجھے مجھ سے وہی نسبت  
ہے جو جناب ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔  
یہ حدیث شریف لعل النبی آنحضرتؐ پر نبوت کے ختم ہونے پر دلالت کرتی ہے، درنہ روشن ہے  
کہ اگر آپ کے بعد نبی نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو آپ کو یہ استثناء کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی

### دوسری حدیث شریف (۱۱)

عن فزات القراء قال سمعت ابا حازمہ قال قال قاعدت اباہر سید تھمی سینین  
فسمعتہ یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل لتوسعہم الانبیاء  
کلما اھلک نبی خلفہ نبی لانہ لا نبی بعدی دیکون خلفا (بخاری ج ۱ ص ۱۴۱)  
فزات قرار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو حازم سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں پوسے  
پانچ برس ابو ہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا ہوں۔ میں نے ان سے سنا ہے کہ وہ آنحضرت  
کی حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ بنی اسرائیل میں یہ سلسلہ رائج تھا کہ ان پر انبیاء سکونت کیا کرتے  
تھے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تھا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی  
نہیں ہوگا۔ البتہ خلیفے ضرور ہوں گے؛ یہ حدیث شریف جس طرح آنحضرتؐ کی ضم نبوت پر دلالت  
کرتی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ کمالا نفعی۔

## تیسری حدیث - مبارک (۱۲)

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقضت فلا رسول بعدي ولا نبي (مسندک حاکم ج ۴ ص ۲۹۱ کذا فی الترمذی ج ۵ ص ۵۱۰ و کنز العمال ص ۲ ج ۸) انس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہیں۔ اس لئے میرے بعد کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبيؐ، اس حدیث نے تو ان لوگوں کو بے اثر خالی بھی ختم کر دی، جو یہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں نبوت کے ختم کی کوئی تصریح نہیں، بلکہ نبیؐ کے نہ آنے کا تذکرہ ہے۔ اور پھر نبیؐ کی تاویل تشریحی نبیؐ سے کیا کرتے ہیں، مگر اس حدیث شریف میں وضاحت موجود ہے کہ نبوت و رسالت ہی ختم ہو چکی ہے، تو پھر نبیؐ و رسولؐ کا آنا کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔

## چوتھی حدیث شریف (۱۳)

بناب ارشاد فرماتے ہیں: الرسالة الى الخلق كانت و انقضت في النبوة، (ترمذی ج ۱ ص ۱۰۰ کذا فی مشکوٰۃ ص ۵۱۲ و سنن للبیہقی) میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور میرے ذریعہ تمام نبیؐ ختم ہو گئے ہیں، یہ حدیث شریف بھی ہمارے دعوے کے اثبات پر فیض مریح ہے۔

## پانچویں حدیث شریف (۱۴)

فرمایا: لهدی من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات؟ قال الروایا الصالحة (بخاری ج ۲ ص ۱۰۵ وغیرہ) نبوت کا کچھ حصہ بھی باقی نہیں رہا۔ بال صحت مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہ نے سرائی کیا، مبشرات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا سچے خواب !! ختم نبوت پر اس حدیث کی دلالت واضح ہے۔

## چھٹی حدیث شریف (۱۵)

آنحضرتؐ کی مندرجہ ذیل حدیث شریف بھی بہت مستند اور تمام کتب معتبرہ میں موجود



اور اثبات مدعا پر ایسی نفسی طرح ہے جسے ہر خاص و عام سمجھ سکتا ہے۔ فرمایا۔

ان مثلی ومثل الانبیاء من قبل کمثل رجل بنی نبیا ناعنه واجمله الذ  
 صوضع لنبته من ذلویته فحصل الناس لظروفون ویتعجبون ولقد لولن صلت  
 هذه اللبنة قال وانا اللبنة وانا خاتم النبیین (بخاری ج ۱ ص ۵۵، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸  
 ہیثمی ج ۹ ص ۵) مسند امام احمد ج ۳ ص ۱ کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ فحکمت القاد التمت  
 ملامک اللبنة۔ فرمایا۔ میری اور جو انبیاء محمد سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی مثال اس شخص کی مانند  
 ہے جس نے ایک بہترین گھر تعمیر کیا ہو۔ مگر اس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو۔ اب جو  
 لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے حسن و خوبی کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ کہتے  
 ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی۔ فرمایا میں ہی قمر نبوت کی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم الانبیاء  
 ہوں۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۲ کے الفاظ یہ ہیں) حببت وعتبت الانبیاء۔ اعلیٰ الصفات بتائیں کہ اس  
 سے بہتر اور سبیل انہار میں کس طرح ختم نبوت کے مسلک کا اظہار کیا جاسکتا ہے؟ ملامک الامثال لقرن لہما  
 للناس وما یعقلها الا العالمون۔

### ساتویں حدیث شریف (۱۶)

فرمایا۔ لبت اناد الساعۃ کھا قین۔ وجمع بین اصبعیہ (ابن ماجہ ص ۵۲) میری بشت  
 اور قیامت اس طرح لی ہوئی ہے۔ جس طرح میری تین و دو نوں انگلیاں لی ہوئی ہیں۔ اس حدیث سے  
 بھی واضح و آشکار ہوتا ہے کہ آنحضرت کی حدود قیامت کے ساتھ متصل ہیں۔ اب قیامت  
 تک آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ !!

### آٹھویں حدیث شریف (۱۷)

قال رسول اللہ۔ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ بنی و  
 انا خاتم النبیین لانی لجدی (بخاری، مسلم، ترمذی و دیگر) میرے بعد قریباً تیس جھوٹے  
 مدعی پیدا ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک شخص یہ گمان یا مدد کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں

خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ یہ حدیث شریف جہاں آنحضرتؐ کی ختم نبوت پر نص صریح ہے۔ وہاں آپؐ کی نبوت صداقت و حقانیت کی بنیادیں بھی ہے۔ کہ جس طرح پیشگوئی فرمائی تھی، اسی طرح حرف بحرف پوری ہوئی ہے۔ اور پورا ہوا ہے۔ یہ سب نمونہ مثبوت از خود ارے جس سے روزِ روشن کی طرح واضح و آشکار ہو جاتا ہے۔ کہ سلسلہ نبوت حضرت آدمؑ سے شروع ہوا اور سرکارِ نعمتی مرتبت پر آ کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ آپؐ کے بعد کوئی شخص بحیثیت نبی کے (جیسی نبوت ہو) نہیں آ سکتا ہے۔ اگر کوئی اس کا ادعا کرتا ہے تو وہ خود آنحضرتؐ کے الفاظ میں کذاب و بہت جھوٹا ہے۔ و لعنة الله على الكاذبين

### ختم نبوت مفسرین اسلام کے اقوال کی روشنی میں (۱۸)

اگر ہم یہ چاہیں کہ اس سلسلہ میں تمام مفسرین، محدثین متکلمین اور مؤرخین اسلام کے اقوال و آراء گرامی کو نقل کریں تو اس کے لئے ایک ذبح خانہ کا رہے۔ اس لئے جہاں صرف مفسرین کے بعض مشہور مفسرین کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ دیکھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا۔ کہ قرنِ اول سے لے کر آج تک عالم اسلام کے تمام علماء کرام ختم نبوت کے عقیدہ پر متفق البیان ہیں۔ اور آنحضرتؐ کے بعد مدعی نبوت کو دارِ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

(۱) جناب علامہ ابن جریر (متوفی ۳۴۰ھ) اپنی تفسیر میں آیت و نعامۃ النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الذی نعمۃ النبوة اجمع علیہا فلا یفزع لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ یعنی آپؐ کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آنجنابؐ نے قریش اور نبوت کو ختم کر دیا ہے اور اس پر مہر لگا دی ہے۔ لہذا اب قیام قیامت تک کسی بھی شخص کے لئے اس کا دروازہ نہیں کھلے گا (تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۲۲) (۲) علامہ فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔

(و نعامۃ النبیین) وذلك كان النبي الذي يكون بعدہ بنی ان قولاً شیئاً من النبیۃ والبیان یستدکک من یاتی بعدہ و اما من لا نبی بعدہ ۱؎ یكون اشفق علی امتہ و اشد علی لہم... (الی ان قال) وكان الله بكل شیء علیماً۔ یعنی



علماء مکمل شیئی داخل ذیلہ ان لا بنی بعدہ۔ " جس نبی کے بعد کوئی نبی آتا ہو۔ اگر وہ بیان  
و نصیحت کی قسم سے کچھ چھوڑ بھی جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اس کی تلافی کر دیتا ہے۔ مگر  
جس کے بعد کوئی نبی نہ آنا ہو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق اور ان کی ہدایت پر زیادہ  
محرص ہوتا ہے۔ خدا کو ہر چیز کا علم ہے۔ لہذا اس کے علم میں یہ امر بھی داخل ہے کہ آنحضرت  
کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۷۷)

(۱) صاحب تفسیر مدارک لکھتے ہیں۔ ونحاتم النبیین بفتح التاء قرآنہ عامہ یعنی  
طابح ای آخر صمد یعنی لا نبیاً احد بعدہ و عیسیٰ امن نبی قبلہ و حین یزول یزول  
عاملاً بشریۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ بعینہ اصلاً (ج ۳ ص ۲۲۲) یعنی  
خاتم النبیین تا کی زیر کے ساتھ ہے۔ یہ عامہ کی قرأت ہے۔ جس کے معنی ہم کے نبی یعنی  
آپ وہ آخری نبی ہیں کہ آپ کے بعد کسی بھی شخص کو نبوت نہیں مل سکتی۔ ہر حضرت عیسیٰ کی نبوت والا  
والا امر امتی و کعبہ کعبہ لکھتے ہیں۔ عیسیٰ ان نبی میں سے ہیں جن کو آنحضرت سے پہلے نبوت  
مل چکا تھا۔ اور جب اتریں گے۔ تو آنحضرت کی شریعت پر اسی طرح عمل کریں گے کہ گویا آپ آنحضرت  
کی امت کے فرد ہیں۔

(۲) علامہ محمد ری نے بھی تفسیر کشاف میں اسی طرح انادہ فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر کشاف  
ج ۲ ص ۲۳) (۳) مفسر جلیل علامہ طبری متوفی ۳۲۰ ہجری اپنی تفسیر مجمع البیان مطبوعہ ایران میں  
اسی آیت مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ ای و آخر النبیین غلظت النبوة به فتوحیتہ باقیۃ  
الی یوم الدین و هذا فضیلتہ له صلوات اللہ علیہ و آلہ اختص بھا من بین سائر  
المسلمین (مجمع البیان ج ۲ ص ۲۳) خاتم النبیین یعنی آخر النبیین و ان کے ذریعے نبوت  
ختم ہو گئی ہے۔ لہذا ان کی شریعت قیام قیامت تک باقی ہے۔ اور یہ وہ نصیحت ہے، جو تمام  
انبیاء و مرسلین میں سے صرف آنحضرت ہی کو حاصل ہے۔

(۴) صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں۔ ونحاتم النبیین غلظت اللہ به النبوة فلا نبوة

بعدہ ہی دلائل معیہ الخ... خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم نے آپ کے ذریعے  
سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا ہے۔ لہذا ان کے بعد یا ان کے ہمراہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ (ج ۵  
ص ۲۸) (۷) صاحب تفسیر معالم النزل لکھتے ہیں: (وخالتمہ النبیین) نعمتہ اللہ لہ المبنیۃ قرۃ  
ابن عامر و عاصم خاتمہ لفتح القائل علی الاسماء اخرہم و قل الاخرین کبریات علی الغافل لانہ نعمتہ  
لہ البشیر فہو خاتمہم (ج ۵ ص ۲۸) (۸) معسر بن کثیر لکھتا ہے: (وخالتمہ النبیین)  
فہذا الایتہ فی انہ لا نبی بعدہ واذکاکف لا نبی فلا رسول بالطریق  
الاولی (ج ۲ ص ۹۲) (۹) علامہ من نیق کاشانی لکھتے ہیں (وخالتمہ النبیین) و اخرہم  
الذی نعمتہم او نعموا بہ علی اختلاف القرائین (تفسیر صافی ص ۲۸)

(۱۰) صاحب تفسیر بران تحریر فرماتے: (وخالتمہ النبیین) ولانہ بعد محمد صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی جناب رسول خدا کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (تفسیر بران ج ۳  
ص ۳۲) ان تمام عبارات کا مطلب یہ معلوم ہو چکی ہے، ہر جگہ پر بیان ہو چکا ہے۔ "تک  
مشورہ کا مصلحت۔ انہی دس حوالہ جات پر اختلاف کی جاتی ہے۔ ورنہ،

سفینہ چاہیے اس بھر بکیاں کے لیے

ختم نبوت خود مرزا کے قادیان کے اقوال و آراء کی روشنی میں (۱۱)

اگرچہ ہمارے روئے سخن آنحضرت کے بعد کسی خاص مدعی نبوت کی طرف نہیں ہے، بلکہ عمومی  
حیثیت سے گفتگو کر رہے ہیں۔ مگر یہ ہرگز جناب مرزا صاحب سلمے آ ہی جاتے ہیں۔ لہذا اس سلسلہ  
میں ان کی بعض تصریحات بھی نامہ سے خالی نہیں ہیں۔ سچ ہے، جادو دہ، جو ہم پر چڑھ کر بڑے  
حضرت ختمی مرتبت پر سلسلہ نبوت کا ختم ہو جانا، اور قیامت تک کے لیے باب نبوت و رسالت  
کا بند ہو جانا ایک ایسی مسلمہ حقیقت اور بال اتفاق نظر ہے کہ دیگر عامۃ المسلمین کو بجائے خود  
جناب مرزا کے قادیان کو اپنے اداوائے نبوت سے قبل اس حقیقت کا اقرار و اعتراف  
تھا۔ ہم بظہور نمونہ یہاں ان کی چند تصریحات کا ذکر کرتے ہیں۔

## قیاس من زگستان من بہار سرا

ان کی یہ تصریحات مختلف کتب و رسائل میں بکھری ہوئی ہیں: "حماۃ البشریٰ" میں لکھتے ہیں کیا تو نہیں جانتا کہ میر درد گار رحیم صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثنائے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبیؐ نے اہل اللہ کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول لابی بعدی میں واضح فرمادی اور اگر ہم اپنے نبیؐ کے بعد کسی نبی کا ظہور سنا تو قرار دیا تو کو ہم باب وحی بند ہو جانے کے اجلاس کا کھنڈ جائز قرار دیں اور یہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ مسلمانوں پر کلام ہے اور ہمارے رسول کے بعد کوئی نہ ہو سکتا ہے۔ دوں حالیکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا (امام جلالین) کتاب البریہ میں لکھتے ہیں: "آنحضرتؐ نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث لابی بعدی، ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت ولکن رسول اللہ عاتقہ النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الخلقیت ہمارے نبیؐ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کتاب البریہ مسئلہ حاشیہ مرزا صاحب)

کتاب "آئینہ کمال" اسلام میں یوں رقمطراز ہیں: "اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے، لہذا اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو: "آئینہ کمال" اسلام ص ۳۳ مضامین مرزا صاحب (انجام آفتاب) حاشیہ مرزا صاحب) میں فرماتے ہیں کہ "کیا ایسا بد بخت مضمری ہو جو دو رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا ایسا شخص جو قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتمہ النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرتؐ کے بعد رسول اور نبی ہوں" (حماۃ البشریٰ ص ۹۳) میں رقم فرماتے ہیں وما کان فی ان الذی النبوة و اخراج من الاسلام والحق بصدقہ کا فریق ط "میرے لئے یہ امر کہ سب سبائے ہے کہ دعویٰ نبوت کر کے دائرہ اسلام سے نکل کر کافروں میں شامل ہوں۔ نہ افضل و کرم فرما سکے جب انسان پر حسب دنیا اور حسب ریاست غالب آجاتی ہے۔ اور تو فیق الہی سلب ہو جاتی ہے تو اس وقت انسان اس قدر مطلق العنان ہو جاتا ہے کہ اسے کچھ سوچتا ہی نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے۔



پہلے کیا کچھ چکا ہے۔ اور اب کیا کچھ رہا ہے۔ مذکورہ بالا تقریحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ذرا مرزا صاحب کے مندرجہ ذیل دعاوی پر بھی ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے جائیے، تب ہمارے دعوے کی تصدیق آسانی ہو سکتی گی۔ (انجامِ اہم مسئلہ پر رکھتے ہیں) صاحبِ انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اس عاجزانے کبھی اور کسی وقت، حقیقی طور پر نبوتِ درسات کا دعوے نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ہے۔ —

تاریخِ کرامِ ائازہ لگا سکتے ہیں کہ مجاز کے پردہ میں کس طرح اپنی نبوت کی داغ بیل ڈالی جا رہی ہے۔ اُن طرح ”ایک خطی کا ائازہ“ نامی سال میں لکھتے ہیں: ”مجھے بڑی دعوت نے نبی در رسول بنایا ہے۔ اور اس بنا پر خدا نے میرا نام نبی در رسول رکھا۔“ ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچا ہوا

آئینہ سن می شوم زدی خدا بھلا پاک و انش ز خطا ہجوثر ان نزد شک دلم از خطا ہمیں است ایما عیم  
 بھلا ہست ای کلام مجید! از دہان خدا سے پاک مسید اک یقینے کہ بوجہ سنی را ہر ملک کہ شدہ بہر اتفاقا  
 دہان یقین کلیم بر کلمات دہان یقین نے یہ لفظ کہ ہمیں ہم بڑے یقین ہر کہ گویہ دروغ بہت صبح  
 در دشمن ص ۲۸) اس مقام پر پہنچ کر کھل کر کہہ دیا کہ ”مجھے نبی دہی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تو مات و  
 انجیل اور قرآن پر۔ (البعین نمبر ۲ ص ۲۵ مصنفہ مرزا صاحب) انہی حقائق کی بنا پر سر مائیں الدین محمود صاحب نے  
 صاف صاف لکھ دیا: ”پس شریعتِ اسلامی ہم کے جو معنے کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحبِ ہرگز مجازی  
 نبی نہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔“ لگے ہاتھوں مرزا صاحب کے ملبوروں کا راگ بھی سن لیجئے۔ رسالہ شیعہ الاذہان قادیان  
 ج ۱۲ ص ۱۹۱ اور یہ لکھی ہے: ”آنحضرت کے بعد صرف ایک نبی کا ہونا لازم ہے۔ اور بہت سے نبیا  
 کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت ہی مصلحتوں اور حکمتوں میں رنج و فزع کرنا ہے۔ اور صلیفہ قادیان سیال بشیر الدین لکھتے ہیں  
 ”انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے  
 در دایک نبی کیا ہیں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔“ اسی کو کہتے ہیں کہ خود مرزا صاحب کا فتویٰ بھی  
 سماعت کر لیجئے۔ فرماتے ہیں: ”کسی سچا و مصلحت اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں  
 ہو سکتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منفق کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو تو اس

کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے۔ (ست بحسن۔ صلا مصنفہ مرزا صاحب) ایک اور جگہ فرماتے ہیں  
 ”جھوٹے کلام میں تناقض ضرور ہو جاتا ہے“ (ضمیمہ برابین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۷)  
 لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔ (ان فی ذالک لایات لقوہ لعقول)

### ختم نبوت عقل سلیم کی روشنی میں

آئمہ میں ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ عقل سلیم بھی اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ سلسلہ نبوت  
 سرکارِ رسالت مآب پر ختم ہونا چاہیے۔ امد بخوبی گیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف دو طرے سے اس امر  
 پر استدلال کرتے ہیں۔

(۱) کتب سیر و تواریک دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک سلسلہ نبوت جاری رہا ہر پہلو پر اپنے بعد آنے والے  
 نبی کی بعثت اور اس کے صفات و سمات کی خبر دیتا رہا تا کہ لوگ اس کی نبوت و صلت کا انکار کر کے پناہ  
 ضلالت و غلویت میں نہ لگیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا یہ فرمانہ کہ ”مشرک رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (قرآن کریم)  
 بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ بنا بریں قانون اگر بغیر اسلام کے بعد بھی کوئی نبی و رسول آتا ہوتا تو اس  
 سنت جاریہ کے مطابق ان پہ لازم تھا کہ آپ نہ صرف اس آنے والے نبی کی خبر دیتے بلکہ اس کی کھن نشان دہی  
 فرماتے۔ تاکہ امت مسلمہ اس کی نبوت کا انکار کر کے گمراہی کا شکار نہ ہو جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں  
 کہ بدلنے اس کے اٹھا قرآن و حدیث ختم نبوت کے مذکورہ سے لبریز ہیں اور احادیث نبویہ مدعی  
 نبوت کو کاذب و مفتری قرار دے رہی ہیں۔ لہذا اب اگر بالقرن کسی نبی کا آنا تسلیم کر لیا جائے تو اس کا آنا محبوب  
 رحمت و مہملا، بلکہ امت مرحومہ کے لئے باعث شقاوت و مذمت ہو گا۔ اور مسکین کے انکار اور ان کے  
 پیچھے جو گمراہی پھیلے گی اس کی ذمہ داری معاذ اللہ خود خدا اور رسول پر عائد ہوگی۔ وہ رسول جس نے ہر چھوٹی چھوٹی  
 چیز کو بھی بڑی وضاحت سے بیان کر دیا جس کا لوگوں کی ہدایت یا ضلالت سے کچھ تعلق تھا مصلحت اس کے متعلق یہ  
 تصور کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے بعد نبی و رسول کے مبعوث ہونے جیسے، ہم مذکور باطل نظر انداز کر دیتے!۔  
 کیونکہ اسلامی طرزِ پیمبری آخر میں ایک ہی تو مستند حدیث نہیں جس میں آنحضرت نے اپنے بعد کسی آنیلے نبی کی بشارت  
 دی ہوگا (۲) یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ نبیا کو خاص دینی عزت کے لئے بھیجا جاتا ہے و جن

کی تفصیل میں بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ اب باب بصیرت کو وہ ضروریات معلوم ہیں (جب تک وہ ضرورت  
وہی نہ ہو۔ اس وقت تک غلبہ کے بھیجے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زمانہ فترۃ درونیوں کے درمیان والا زمانہ  
اسی فلسفہ پر بنی ہوئی ہے کہ جب تک پیشہ دنیا کی تعلیمات زندہ رہیں، اور لوگوں کی ضروریات زندگی ان سے بڑھتی رہیں  
تو دوسرے نبی کو خود معبود نہیں فرماتا۔ مگر جب وہ تعلیمات اپنے کسی دھ کی شرعی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکیں اور بحالات  
نئے احکام و فرائض کے مقتضی ہوں تو پھر خدا نے حکیم نیا نبی بھیجا کہ مسئلہ بنا بریں قاعدہ صحت کی غفلت کے بعد کسی غلطی کی  
ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جس رسول کے بارہ میں خدا فرمائے۔ تبارک الذی نزل القرآن علی عبدہ ۛ لیکن عالمین  
نزلنا واما مسئلہ الارحمہم اللہ العالمین۔ دار مسئلہ للناس کا نہ۔ اور خود اس رسول کا ارشاد ہو۔

الجنة التي كل اسودا بصحة۔ جس کی تعلیمات قیامت تک کیلئے کافی و کافی ہوں۔ اس کے بعد کسی نبی و رسول  
کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟ اور جب ضرورت نہیں ہے تو پھر کیا خدا عبث و بے فائدہ طور پر کسی نبی کو بھیج سکتا ہے؟  
نہو منہ فاربان کو بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ غفلت کے نتیجے میں دیرکات قیامت تک ساری دوساریں تھیں۔ چنانچہ وہ  
ی مہ البشر نے سب طبع اول صلا طبع دوم پر کھتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول و مبعوث  
و خاتم النبیین میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی کی کتاب قرآن کریم تمام آیتوں کے زوالوں اور ان زوالوں والے لوگوں  
کے علاج اور دوا کی دوسری مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کیلئے بھیجتا اور ہمیں  
محمد رسول اللہ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کہ وہ کتا پکے برکات ہر زمانے پر محیط اور آپ کے فیض اعلیٰ و انتساب اور محمدین  
کے قلوب پر کمال مغفوات پر دریں خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ غفلت کی ذات پاک سے فیض پہنچا رہا ہے پس اس کا  
احسان تمام لوگوں پر ہے۔

## ازالہ تشبہ (۲۱)

اگر یہ کہا جائے کہ اگرچہ نبی شرعی اور شرعی نبی کی تو اتنی عزت نہیں ہے۔ بلکہ جسے نبی کے آنے میں کیا قیامت ہے  
جو غیر شرعی ہو۔ بلکہ جناب رسول خدا کی لائی ہوئی شریعت کی تجدید کے اس شب کا جواب یہ ہے کہ علما دین مفسرین، محدثین  
مستقرین و متاخرین (اور خیال بردار ان اسلامی) محدثین یہ کام کر سکتے ہیں۔ اور قریباً پچودہ سو سال سے کہہ رہے  
ہیں۔ تو پھر جسے نبی کی کیا ضرورت ہے۔ اگرچہ شرعی نہ ہو! لہذا باوجود اسکے اسکے بغیر کام چل سکتا ہے اور چل رہا ہے



کسی نبی کا صیبا عبث کام ہے اور خدا کی ذات اس عبث کاری سے اہل دانش ہے۔ بنا بریں مخالف حکیم کہلاتا ہے کہ  
آنحضرت کے بعد اگر کوئی شخص جوئے موت کرتا ہے تو وہ آنحضرت ہی کے الفاظ میں کذاب و دجال ہے۔

**بعض مشکوک ادیان کا انزالہ (۳۳)۔** بعض مشکوک و شبہات کا انزالہ تو ایسی آیت قرآنہ کے ساتھ استدلال  
کے ضمن میں کر دیا گیا ہے۔ اب یہاں مزید بعض اہم ادیان کا انزالہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ حضوں ہر لحاظ سے مکمل و مطمئن ہو جائے  
انشاء۔ اس سلسلہ میں ہر اختصار کے پیش نظر وہی بعض شبہات کریں گے۔ جن کے ساتھ مخالفین بڑے طعناطراق کے ساتھ تنسک  
کیکرتے ہیں۔ اور ان کے منقرضہ تحقیق و بات ذکر کریں گے۔

**مہملہ و محم اور اس کا انزالہ (۳۴)۔** ارشاد قدرت ہے۔ **وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ**  
**مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (سورہ نساء ۶۹)** اس آیت مبارکہ کا ترجمہ کیا جاتا ہے  
”جو لوگ اللہ و رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں گے جن پر خدا نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء و بعض  
شہداء و صالحین اور یہ سبھی ساتھی ہیں“ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان طاعت گزار کی سے نبوت کے دوسرے  
لوگوں حاصل کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ درجہ و درجہ سے مطلق ہے۔ مثلاً اسے کہ یہ علم پہنچا ہے کہ یہ نبی بن گیا یا چاہے  
کہ نبوت وہی چیز ہے۔ وہ اطاعت و فرمانبرداری سے کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہاں ان دلائل و براہین کے ذکر کرنے  
کی گنجائش نہیں ہے۔ ارشاد قدرت ہے۔ **اللَّهُ يَعْصِي مِنْ السَّالِكِينَ وَمَا يَشَاءُ اللَّهُ يَفْعَلْ مَا يَشَاءُ**۔ اللہ بخلق مایشتا، و بخت و ما کان لھما الخیرۃ۔ خدائے سبحانہ  
نبی پیدا کرتا ہے۔ اور وہی (نبی) انتخاب کرتا ہے۔ لوگوں کو کہ جس کوئی اختیار نہیں ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ کوئی شخص محض  
اطاعت کرنے سے درجہ نبوت پہ فائز ہو جاتا ہے۔ ان تمام آیات و روایات اور دلائل کے منافی ہے۔ جن سے  
یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ نبوت وہی ہے۔ کسب و کتاب سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ **خُتَابًا**۔ اگر خدا اور رسول  
کی اطاعت سے نبوت حاصل ہو سکتی تو پھر صراحتاً کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام سے بعض ضروری درجہ نبوت پہ فائز  
ہو جاتے۔ کیونکہ ان سے بڑھ کر بالاتفاق اسلامیہ میں کوئی شخص طاعت گزار اور فرمانبردار خدا اور رسول نہیں ہو  
سکتا۔ ان کی اطاعت مخصوص من اللہ ہے۔ لیکن جب وہ حضرات درجہ نبوت پہ فائز نہیں ہو سکے۔ تو اس سے محسوس  
ہوتا ہے کہ محض اطاعت کرنے سے کوئی شخص نبی اور رسول نہیں بن سکتا۔ یہاں حدیث ”یا علی انت منی بمنزلة

ہا دون من موسیٰ الا انی لا بنی بعدی بھی مخلوق ہے۔ ثانیاً اس بات مبارکہ کا ترجمہ غلط کیا جاتا ہے۔ ”مع“ جس کا ترجمہ ساتھ اور ہمراہ ہے۔ ”من“ بمعنی میں سے کیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ جب ترجمہ غلط ہوگا، تو اس سے جو نتیجہ اخذ کیا جائے گا، وہ بھی یقیناً غلط ہوگا، کیونکہ یہ

نخت اول چوں مہند معاصر کج      تاثر یا میرود و دیوار کج

حالانکہ اس آیت مبارکہ کا صحیح مفہوم جو معمولی عربی ٹیپوٹا لکھا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے، یہ ہے کہ ”جو لوگ خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں، وہ ان لوگوں کے ہمراہ ہوں گے، (جنت میں) جن پر خدا نے انعام کیا ہے یعنی نبی، صدیق، شہید، صالح اور یہ حضرات بہترین رفیق ہیں؟ فرمائیے اس سے کس طرح اجراء جوت ثابت ہوتی ہے؟ اگر انسان اطاعت سے صالح و صہیق اور شہید بن سکتا ہے تو یہ اس لئے نہیں ہے کہ اس آیت سے یہ مطلب ثابت ہوتا ہے، بلکہ دوسری آیات و روایات سے ثابت ہے کہ اطاعت سے یہ مدارج عالیہ حاصل ہو سکتے ہیں۔ جیسے والذین آمنوا باللہ ورسولہ فاولئک ھم الصالحون والشہداء (الحیدرہ ۲) جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہ صدیق اور شہید ہیں۔ اور اس سلسلہ کے اختتام پذیر ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، بہ خلاف درجہ نبوت کے کہ اس پر قرآن و حدیث سے کوئی آیت یا روایت ایسی پیش نہیں کی جاسکتی۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ درجہ بھی ایمان و عمل صالح بجا لانے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ مزید برآں اس درجہ کے ختم پر نفوسِ تراکینہ و حدیثیہ موجود ہیں، لہذا اس درجہ کا صدیقیت و صالحیت و غیرہ مقامات و مدارج پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ لایعنا، اگر کسی کے ہمراہ ہونے کا یہ مطلب ہو کہ ہمراہ ہونے والا خدا اسی میں شمار ہو جاتا ہے، جس کے ہمراہ ہو، تو پھر منہ جہ ذیل آیات کا کیا مفہوم لیا جائے گا۔ ان اللہ مع الصابرین، وان اللہ مع المحسنین ان اللہ مع المتقین ان اللہ معنا، وجاہدوا مع رسولہ، قال اللہ انی معکم، کو تو مع الصادقین محمد الرسول اللہ والذین معہ۔ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ و غیرہ۔ کیا خدا ہمارے ساتھ ہونے سے ہم پر سے ہو جاتا ہے، کیا رسول کے ہمراہ جہاد کرنے سے رسول ہو جائیں گے، کیا ہم صادقین کے ہمراہ ہونے سے خود صادقین، (یعنی اکابرِ معصومین) بن جائیں گے؟ حاشا وکلاً۔ یہ مطلب کوئی صحیح المبلغ

الحقین





# فلاح الکونین فی عزاء الحسین

دہلی پبلشنگ ہاؤس

کچھ عرصہ پہلے آٹھ ہجرت والہامات پکوال کی طرف سے ایک پنفلٹ بعنوان ”ہم آتم کیوں نہیں کہتے“ شائع کیا گیا جس میں ماتم و مجالس کے خلاف دل کھول کر بغض و عناد کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں تک لکھ دیا گیا کہ قاضی صاحب کے دلائل کا جواب کوئی غالی شیعہ دینے کی جرأت قیامت تک نہ کر سکے گا۔ یہ حضرات غیجان حیدر کرار کی مصلحت آمیز خاموشی کو ان کی عاجزی پر محمول کر کے نقارہ تھکی پٹیتے تھے۔ قلم شعیبہ خیر البرہ کے لئے قابلِ مدد فخر ہے۔ کہ اٹلئے قوم انالہیدہ و اصحاب حسین صاحب نقوی آف رہاں نے مخالفین کے جملہ اعتراضات کے منہ توڑ جوابات دیتے ہوئے رسالہ شریف ”فلاح الکونین فی عزاء الحسین“ تحریر فرمایا۔

مومنین کرام کیلئے معزونی ہے کہ اس رسالہ شریف کو خود ہی پڑھیں اور دوسرے کو بھی پڑھائیں۔ قیمت ساڑھے تین روپے

## تجلیاتِ صداقت بکواب قلابدیت

افنی حق و صداقت سے عنقریب پوری آب تاب کے ساتھ منصفہ شہود پر طالع پوری ہے۔

عدم اہست والہامات پکوال کو رد و شہیت میں مولوی کرم دین آف صیں کی کتاب ”آفتابِ مدائن“ پر بڑا ناز تھا اور وہ اسے لاجواب سمجھتے تھے۔ مقام شکر و انسا ط ہے کہ کارآمد المحدثین مدظلہ نے اس جانب خصوصی توجہ مبذول کر کے فذلان و بہت شکی تحقیقی جواب لکھ کر پوری قوم کا سراقتدار بند کر دیا ہے۔ جس پر انوالی انسلیں بجا طور پر فخر کرتی رہیں گی۔

یہ کتاب شیعہ سنی اصولی و فروعی اختلافات کا دائرۃ المعارف (انٹیکلو پیڈیا) ہے۔ تمام خرواعی مسائل پر جمہندیہ و متانت کے ساتھ محققانہ و منصفیانہ اور فیصلہ کن انداز میں بحث کی گئی ہے۔  
اہل ایمان صرف چند روز انتظار کریں۔

شعبہ اشاعت انجمن حیدری۔ بھون روڈ، پکوال (ضلع بدایہ)

# فلاح الکونین فی عزاء الحسین

ماہنامہ نزلہ آباد

کچھ عرصہ پہلے امام اہلسنت والجماعت بیکوال کی طرف سے ایک پمفلٹ بعنوان ”ہم امام کیوں نہیں کرتے“ شائع کیا گیا جس میں امام و مجالس کے خلاف دل کھول کر بغض و عناد کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں تک لکھ دیا گیا کہ قاضی صاحب کے دلائل کا جواب کوئی غالی شیعہ دینے کی جرات قیامت تک نہ کر سکے گا۔ یہ حضرات غیطانہ حیدر کرار کی اصلیت کا مزید خاموشی کو ان کی عاجزی پر عمل کر کے فقارہ قادیانی پٹیتے تھے۔ قریب شیعہ خیر البر کے لئے قابلِ مدد و فخر ہے کہ اٹلکس قوم اٹھا الیہ و اصطفیٰ حسین صاحب نقوی آفت ربان نے مخالفین کے جلا مرتضات کے منہ قور و جوابات دیتے ہوئے رسالہ شریف ”فلاح الکونین فی عزاء الحسین“ تحریر فرمایا۔

مومنین کرام کیلئے ضروری ہے کہ اس رسالہ شریف کو خود ہی پڑھیں اور دوسرے کو بھی پڑھائیں۔ قیمت ساڑھے تین پے

## تجلیاتِ صداقت بجوابِ آفتابِ ہدایت

افتخارِ حق و صداقت سے عنقریب پوری آفتاب کے ساتھ منقرض ہو جائے گا۔

مقدم امام اہلسنت والجماعت بیکوال کو ردِ شخصیت میں مولوی کریم دین آف میں لکھا کتاب ”آفتابِ ہدایت“ پر پڑا ناز تھا اور وہ اسے لا جواب سمجھتے تھے۔ مگر امام شکر و نسا طے ہے کہ کراہت و اطمینان کا نکتہ اس جانب خصوصی تو جو مبذول کر کے فذلان و بہت شکیں تحقیقی جواب لکھ کر پوری قوم کا امر افتخار بلند کر دیا ہے جس پر انیوالی انسین بجا طور پر فخر کرتی رہیں گی۔

یہ کتاب شیعہ سنی اصولی و فروعی اختلافات کا دائرۃ المعارف (ان انکلو پیڈیا) ہے۔ تمام غوامی مسائل پر تہذیب و متانت کے ساتھ محققانہ و مضیانہ اور فیصلہ کن انداز میں بحث کی گئی ہے۔  
ابن ایساں صرف پچند روز استغفار کریں۔

شعبہ اشاعت انجمن حیدری۔ جھون روڈ، بیکوال (ضلع دیپالمر)